رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ:۔ مہر محمد خان۔

نمبر ۱۱ | مورخہ ۱۶۔ اگست ۱۹۲۰ء | دو شنبہ | مطابق | ۱۳۳۸ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب کے ہاں ایک شخص مسلمان ہوا۔ جس کا نام خدا بخش رکھا گیا۔

مطلع ابر آلود ہے۔ ۱۳ کی رات کو کسی قدر بارش ہوئی

ان دنوں حسب ذیل اصحاب بیرونجات سے تشریف لائے۔ مسٹر محمد احمد ساگر چند صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی۔ ٹی۔ سید نادر شاہ صاحب۔ بابو رشید احمد صاحب سٹیشن ماسٹر۔

شیخ محمود احمد صاحب ابن شیخ یعقوب علی صاحب چند دنوں سے بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت کیلئے دعا کریں۔

نامہ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبد الرحیم صاحب نیر۔ ۲۱ جولائی ۱۹۲۰ء)

ریورنڈ ڈاکٹر برنیڈن پی ایچ ڈی۔ بی ڈی کا اسلام

ریورنڈ ڈاکٹر برنیڈن کا خط

اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ وہ سعید روحوں کو اللہ تعالیٰ کے مسیح کی غلامی میں لا رہا ہے۔ اور جنکو مسیح موعودؑ کے ملنے کی حقیقی تڑپ ہے۔ انکی خود رہنمائی کر رہا ہے۔ چنانچہ ہمارا نیا بھائی ڈاکٹر برنیڈن اس تصرف الٰہی کے ماتحت سیدنا مسیح موعودؑ پر ایمان لا کر مسلمان ہو تا اور برنیڈن سے عباد اللہ بنتا ہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

سچے مسیحی اور خداوند خدا یہوواہ کی کائنات کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے میرا ایمان ہے کہ خدا صرف ایک واحد خدا ہے۔ اور اقنوم کی اون قیود سے جو زمانہ حال کی بگڑی ہوئی مسیحیت نے ذات باری کے لئے مقرر کر رکھی ہیں۔ آزاد ہے۔

میں بہ نہایت صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی موعود نبی ہیں۔ جنکی نسبت مسیح نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ میرے بعد آتا ہے۔

اور میں ایمان لاتا ہوں کہ خدا کا مسیح موعود احمد قادیانی کے وجود باجود میں مبعوث ہوا ہے۔ پس مختصراً میرا اعتقاد ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اللہ کے نبی و رسول ہیں۔ اور احمد مسیح موعود ہیں۔

میں اس نتیجہ پر پورے غور و خوض اور سخت مطالعہ کے بعد پہنچا ہوں۔ مجھے اس راستہ میں نائل و تکلیفات ہے

خطرناک جنگ کرنا پڑی ہے۔ مجھے کئی قسم کی اجالوں کا سامنا ہوا ہے آخرش میں نے پرانے نام مسیحی مذہب کے اصولوں کی اندھا دھند پیروی کرنے کے بعد وہ ابدی زندگی اور برکت حاصل کی ہے۔ جو قرآن پاک کی ہدایت کے توسط سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ابھی میرے جیسے سینکڑوں اور انسان موجود ہیں ؟

میرا ایمان ہے کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔ جو نبی کریم کو مخلوق خدا کی بہتری کے لئے الہام کیا گیا۔

میں بنی نوع انسان کا خادم ہوں۔ یہی میرا مشن ہے اور اب اگر خدا مجھے زندگی کے راستہ کی طرف اور لوگوں کی رہنمائی کے لئے منتخب کرے۔ تو میں کہتا ہوں۔

"خداوند خدا! میں حاضر ہوں۔ میں تیرا ناکارہ بندہ ہوں مجھ سے اپنے جلال کے لئے دینی بادشاہت میں کام لے"

اے جی پریزیڈنٹ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ بی۔ سابق مبلغ ای۔ پی مشن یروشلم۔ فلسطین۔

جیمز ولیم لیڈر گذشتہ خط میں اخویم جیمز ولیم لیڈر کے اسلام کا اعلان کیا جا چکا ہے احباب کرام یہ سنکر خوش ہونگے۔ کہ برادر موصوف اپنے ایمان میں استقامت دکھا رہے ہیں۔ اور جو خط انہوں نے حضرت خلافت مآب کے حضور لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ :۔

تین سال تک مختلف مذہبی فرق اور مختلف ملل کا مطالعہ کرنے کے بعد میں سلسلہ احمدیہ میں اپنا اطمینان قلب پاتا ہوں۔ مجھے رومن کیتھولک گرجا اور اس کے علاوہ دوسرے مسیحی گرجوں کی طرف سے پادری کی اسامی پیش کی جاتی رہی۔ مگر میرے ضمیر نے مسیح کی خدائی اور مسیح کے مر کر جی اٹھنے کو کبھی تسلیم نہیں کیا۔ اس لئے میں نے اس منصب سے ہمیشہ انکار کیا۔ اور آخرش مجھے گوہر مقصود مل گیا۔ اور میں نے احمدی جماعت کا ممبر ہونے کی عزت حاصل کی ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میرا نام سلسلہ کے مقدس پیشوا کے نام پر محمود رکھا گیا ہے

لیکچرس ہائڈ پارک میں برابر دو دفعہ ہفتہ میں وعظ کیا جاتا ہے۔ اور نہایت دلچسپ

سلسلہ سوالات وجوابات گفتگو جاری رہتا ہے۔ متلاشیان حق ہمارے مکان پر تحقیق کے لئے آتے رہتے ہیں۔ ہفتہ رواں میں اس وعظ کے علاوہ مولوی فتح محمد سیال کا ایک لیکچر تھیوسوفی لاج کرایڈن میں محاسن اسلام پر ہوا۔ جو توجہ سے سنا گیا۔ اور منتظمین لاج کی درخواست پر مولوی صاحب موصوف وہاں دوسرا لیکچر بھی دینگے ؟

احمدیت برٹش پریس میں کئی ایک رسالوں میں چوہدری فتح محمد کے مضامین شایع ہوئے ہیں۔ ان میں سے برٹش ایمپائر یونین نامی British Empire Union نام رسالہ نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم متعلق جہاد اور خونی مہدی اور امن پسند مصالحانہ طرز تبلیغ وغیرہ پر لکھا ہوا مضمون فراخ دلی سے شایع کیا ہے۔ انشاء اللہ کبھی دوسرے خط میں اس کا خلاصہ ہدیہ ناظرین ہو گا ؟

اخبار احمدیہ

درخواست دعا جناب محمد ذوالفقار علی خان صاحب رامپوری کی پنشن کی منظوری کے ابتدائی مراحل طے ہو چکے ہیں۔ آخری حکم کا انتظار ہے احباب دعا فرمائیں + ہمارے جائداد کے مقدمہ درپیش ہیں۔ درد دل سے دعا کی جائے (محمد یعقوب نقشہ نویس منٹگمری) پیر محمد زمان شاہ صاحب بی اے نے امپیریل سائنس کا امتحان دیا ہے۔ کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ (قاضی محمد شفیق پشاور) میں ... سے بیمار ہوں۔ میرے لئے دعا فرمائیں۔ (عبد الغنی ویٹرنری اسسٹنٹ برالوالہ) میرے بھائی محمد عبد الخالق صاحب احمدی آر ہوی مونگھیری کے دو لڑکے ابو شحمہ و ابو ... بیمار ہیں۔ ان کی صحت کیلئے دعا کی جائے (عبد ... مونگھیری) میں آجکل رخصت پر وطن میں آیا ہوں۔ ... میرے خاندان کے ... کوئی احمدی نہیں۔ ہماری طرف سے تبلیغ خالفین ... سے مخالفت جاری ہے۔ اور ہمیں ... کیا جا رہا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اور اگر کوئی ... صاحب سہارنپور کی طرف ... اسٹیشن پر اتر کر سادھورہ محلہ گڑھی میں محمد شفیع ویٹرنری اسسٹنٹ کے ہاں تشریف لائیں (محمد شفیع احمدی سادھورہ)

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی نظم

دل ہر اک مومن و مسلمان کا
دین کے واسطے ملول ہے آج

ناتوانی مسلم و اسلام
باعث فرحت جہول ہے آج

ہر مصیبت نے ہمکو گھیرا ہے
ہم پہ آفات کا نزول ہے آج

پنجہ ظلم میں پھنسے ہیں ہم
کوشش مخلصی فضول ہے آج

دہریت ہو گئی ہے غالب دہر
بے اصولی بنی اصول ہے آج

ہر جگہ پستی و بلندی پر
لشکر کفر کا حلول ہے آج

مٹ گئی ہائے عزت اسلام
صعب اس کا ہوا حصول ہے آج

پھر اسی رفعت و بلندی پر
غیر ممکن ہوا وصول ہے آج

اپنی ہمت سے کر سکے کچھ تو
یہ سراسر ہی تیری بھول ہے آج

احمدی! کر دعا! کہ دور وہ ہوں
آفتیں جن سے تو ملول ہے آج

ہو نہ نومید اس کی رحمت سے
تجھ پہ طاری یہ کیا ذہول ہے آج

یاد کر تو یہ حق کا فرمانا
اس سے جو نائب رسول ہے آج

"چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۱۶ اگست ۱۹۲۰ء

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے

مولوی صدر الدین نے مولوی محمد علی صاحب کا راز فاش کر دیا

مولوی صدر الدین صاحب کے جس لیکچر کا ذکر ہم گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں کر چکے ہیں۔ اس میں جہاں اونھوں نے سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی کی زیر ہدایات عدم تعاون پر عمل کرنے کی تلقین کی ہے۔ وہاں دانستہ یا نادانستہ مولوی محمد علی صاحب کا بھی خوب ہی راز فاش کیا ہے جیسا کہ حسب ذیل تفصیل سے ظاہر ہے۔

وہ اصحاب جنہیں خلافت ٹرکی کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کی تقریریں اور تحریریں پڑھنے یا سننے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ اس بات کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہوں نے ہی یہ بحث اٹھائی تھی۔ کہ سلطان ٹرکی کی خلافت کس قسم کی ہے۔ اور پھر انھوں نے ہی سلطان ٹرکی کی روحانی خلافت کا انکار کرتے ہوئے اس کی خلافت کا نام ظاہری یا جسمانی خلافت رکھا تھا۔ اور ان لوگوں کو غلطی پر قرار دیا تھا۔ جو سلطان ٹرکی کو روحانی خلیفہ سمجھتے ہیں چنانچہ انہوں نے سب سے پہلی تقریر جو خلافت ٹرکی کے متعلق کی اور جو ۲۵۔ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کے پیغام میں شایع ہو چکی ہے اس میں سارا زور اسی بات پر صرف کیا۔ کہ ترکوں کی خلافت کس قسم کی ہے۔" اور اپنی طرف سے یہ فیصلہ کر دیا کہ :-

"اسلامی خلافت کے دو حصے ہیں (۱) ایک سلطنت اور دوسرا روحانی تربیت۔ اب یہاں پر یہ سوال ہے کہ ترکوں کی خلافت کس قسم کی ہے۔ اگر مسلمان غور کریں تو ظاہر ہے کہ ترکوں کی خلافت روحانی نہیں۔ وہ محض بادشاہت کی رنگ کی خلافت ہے۔ روحانی خلافت سے ان کا کچھ تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ترک اس حصہ خلافت کے ضرور مالک ہیں جو بادشاہت سے تعلق رکھتا ہے"

پھر کہا :-

"وہ خلافت اسلامی جو بادشاہت سے تعلق رکھتی ہے اس زمانہ میں ترکوں کے اندر ہے۔ لاریب ترکوں کی خلافت محض دنیوی سلطنت کا حکم رکھتی ہے"

اور یہاں تک کہدیا کہ:-

"یہ مسلمانوں کی غلطی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ سلطان ٹرکی ہمارا روحانی پیشوا اور خلیفہ ہے۔ فی الحقیقت سلطان ٹرکی ہمارا روحانی خلیفہ نہیں ہے"

اسی طرح ایک اور تقریر میں جو یکم فروری کے پیغام میں شایع ہوئی مولوی محمد علی صاحب نے کہا:-

"جسمانی خلافت کے .... حقدار اس زمانہ میں ترک ہیں"۔

ان حوالجات سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس امر کے متعلق بڑے زور شور سے بحث کی ہے کہ "ترکوں کی خلافت کس قسم کی ہے" اور وہ اپنی طرف سے یہ فیصلہ صادر کر چکے ہیں [illegible] اور جو لوگ اسے روحانی خلافت سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اس بات کو خاص طور پر مدنظر رکھتے ہوئے مولوی صدر الدین صاحب کے حسب ذیل الفاظ ملاحظہ ہوں۔ جو ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء کے پیغام میں شائع ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"مسلمانوں کے سٹیجوں پر یہ فضول بحثیں نہیں ہونی چاہئیں۔ کہ سلطان المعظم کی خلافت کس قسم کی خلافت ہے۔ روحانی خلافت یا جسمانی ہے۔ یہ اختلافات اور تفرقے دشمنوں کی کوششوں سے پیدا ہوتے ہیں تاکہ وہ ان حربوں کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں"

پھر کہتے ہیں:-

"یہ سب دشمنوں کے سکھائے ہوئے سوال ہیں"

ان الفاظ میں مولوی صدر الدین صاحب نے سلطان المعظم کی خلافت کے متعلق اس بحث کو کہ وہ روحانی ہے یا جسمانی فضول ٹھہرایا ہے۔ اور اس بحث میں پڑنے والے کو مسلمانوں کا دشمن۔ اور ان میں تفرقہ و اختلاف ڈالنے والا قرار دیا ہے۔ اور اسے دشمنان اسلام کا سکھایا پڑھایا ہوا بتایا ہے۔

چونکہ جہاں تک ہمیں علم ہے۔ تمام ہندوستان میں صرف مولوی محمد علی صاحب نے ہی اپنے سٹیج پر یہ بحث اٹھائی ہے کہ "سلطان ٹرکی کی خلافت روحانی خلافت ہے یا جسمانی" جیسا کہ ہم ان کے اپنے الفاظ سے اوپر ثابت کر چکے ہیں اور انکے سوائے اور کسی نے یہ سوال اٹھایا ہی نہیں۔ اس لئے بلا کسی قسم کے تامل کے کہا جا سکتا ہے۔ کہ مولوی صدر الدین صاحب نے اپنی تقریر میں مندرجہ بالا الفاظ انہی کی شان میں فرمائے ہیں۔ اور نہ صرف سلطان ٹرکی کی روحانی یا جسمانی خلافت پر اپنی تقریروں اور تحریروں میں انہوں نے جیسے زور شور کے ساتھ جو بحث کی ہے۔ اسے فضول قرار دیا۔ بلکہ اس راز کو بھی طشت از بام کر دیا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس قسم کے سوالات دشمنان اسلام سے سیکھ کر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے اٹھائے ہیں۔ اگر یہ بات کوئی اور بیان کرتا تو اتنی قابل توجہ نہ ہوتی۔ جتنی اب ہے۔ کیونکہ مولوی صدر الدین مولوی محمد علی صاحب کے خاص راز دان اور پورے واقف حال ہیں۔ وہ ان کے متعلق جو کچھ کہیں۔ اسے غلط نہیں قرار دیا جا سکتا۔ پھر ایسی صورت میں جبکہ حالات انکی تائید اور تصدیق کر رہے ہوں۔

کون نہیں جانتا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اول اول معاملات ٹرکی کو مذہبی رنگ چڑھا کر مسلمانوں میں ایک خاص قسم کا اشتعال پیدا کر دیا۔ اور بار بار اس امر پر زور دیکر کہ اگر ٹرکی کو اسی حالت میں نہ رہنے دیا گیا۔ جس میں کہ وہ جنگ سے قبل تھی۔ تو یہ براہ راست اسلام پر عیسائیت کا حملہ ہوگا۔ اور مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں دست اندازی ہوگی۔ عوام کے مذہبی احساسات کو گورنمنٹ کے خلاف بھڑکا دیا۔ لیکن جب سمجھ لیا کہ کافی جوش پیدا ہو گیا ہے تو آپ یک لخت علیحدہ ہو گئے۔ اور اب سلطنت ٹرکی کے متعلق کچھ کرنا تو الگ رہا۔ ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالتے۔ اس سے بڑھ کر مسلمانوں کے ساتھ دشمنی اور عداوت اور کیا ہوگی۔ اگر وہ فی الواقعہ ٹرکی سے اسکے علاقے علیحدہ کرنے کو عیسائیت کا اسلام پر حملہ سمجھتے تھے۔ اگر وہ درحقیقت سلطان ٹرکی کی خلافت کو آیت استخلاف کے ماتحت منصوصہ موعودہ یقین کرتے تھے اور اگر وہ بسیح ٹرکی کے اقتدار کو مقامات مقدسہ سے

ہٹا دینے کو مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں دست اندازی قرار دیتے تھے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ جبکہ یہ سب کچھ ہو چکا ہے۔ وہ چپکے بیٹھے ہیں۔ اور عملی طور پر ان مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہیں۔ جنہیں اشتعال دلانے میں انہوں نے اپنی ساری قابلیت اور پورا زور صرف کر دیا۔ انکے موجودہ رویہ کو دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ بات دراصل وہی ہے جو مولوی صدرالدین صاحب نے "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" کا پورا پورا مصداق بنکر ان کے متعلق بیان کی ہے۔ اور جس کی ہم اوپر تشریح کر آئے ہیں۔

پس مولوی صدرالدین نے جو کچھ ان کے متعلق کہا ہے وہ بالکل صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے اور ہم مولوی صدرالدین صاحب کی اس جرأت اور دلیری کی داد دیتے ہیں۔ جو انکو مقتضاء ان سے ظہور پذیر ہوئی۔ ہاں ہمیں تعجب اور حیرانی اس بات پر ہے۔ کہ ایڈیٹر پیغام نے جس کا کام ہی مولوی محمد علی صاحب کی کاسہ لیسی ہے۔ ان الفاظ کو کیوں شائع کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی اس پردہ دری کے لئے جو سامان پیدا ہوئے۔ انہیں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان دنوں ایک ایسا لال بجھکڑ کے ہاتھ میں پیغام کی ایڈیٹری ہے۔ جسے اتنا بھی معلوم نہیں کہ سلطان ٹرکی کے روحانی یا جسمانی خلیفہ ہونے کی بحث خود بھی پیغام کے گذشتہ صفحات پر مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے شایع ہو چکی ہے۔

ہمیں ڈر ہے کہ ایڈیٹر پیغام کی یہ لاعلمی جس کی وجہ سے مولوی محمد علی صاحب کا ایک پوشیدہ اور خطرناک راز ظاہر ہو گیا۔ اس کے لئے بہت زیادہ سرزنش کا موجب ہوگی۔

کیا ترک مقامات مقدسہ کے محافظ تھے

مولوی صدرالدین صاحب نے اپنی تقریر میں ترکوں کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے صرف ایک ہی بات بیان کی ہے۔ اور وہ یہ کہ "انہوں نے پانچ سو سال تک اسلام اور حفاظت حرمین الشریفین کے لئے خون بہایا ہے۔"

(پیغام ٥ جولائی سنہ ١٩٢٠ء)

[illegible] مولوی محمد علی صاحب نے ترکوں کو خلافت منصوصہ کا حقدار قرار دینے کے لئے اس بات کو زیادہ واضح الفاظ میں یوں بیان کیا ہے کہ:-

"سلطان ٹرکی خلیفہ ہے۔ اور آیۂ استخلاف کے ماتحت اس کی بادشاہت بوجہ مرکز پر حکمران ہوتے۔ اور مقامات مقدسہ کی خدمت و حفاظت کرنے کے خلافت اسلامی کا حکم رکھتی ہے۔ اور وہی اس خلافت اسلامی کا صحیح حقدار ہے۔"

(پیغام ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء)

کس قدر تعجب کا مقام ہے۔ کہ غیر مبائعین کے ایک امیر اور دوسرے وزیر صاحب ایک ایسی بات پر اس قدر زور دے رہے ہیں۔ جس کو حضرت مسیح موعود صاف اور کھلے الفاظ میں رد فرما چکے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے سلطان روم کے ذکر پر ایک دفعہ فرمایا:-

"ان لوگوں میں روحانیت نہیں معلوم ہوتی۔ ورنہ وہ یورپ کے محتاج نہ ہوتے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ حرمین کی حفاظت کرتا ہے یہ غلط ہے۔ بلکہ حرمین اُس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ورنہ وہ کرتا ہی کیا ہے۔ آج تک بدوؤں تک کا انتظام نہیں کر سکا۔ ہر سال غریب حاجی اس کثرت کے ساتھ قتل کئے جاتے ہیں۔ اور لوٹے جاتے ہیں۔ اور وہ کچھ انسداد نہیں کر سکتا۔ اگر اسلامی روحانیت اس میں ہوتی۔ تو وہ اکیلا بیس سلطنتوں کے مقابلہ کیواسطے بھی کافی تھا۔ چہ جائیکہ اب اپنی سلطنت کا سنبھالنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ سب مخلوق خدا تعالےٰ کی ہے۔ اور سب کے دل اسکے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اور وہ سب پر غالب ہے۔ جو خدا کا بنتا ہے۔ خدا اسے سب پر غالب کر دیتا ہے۔ اور وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا۔"

حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا الفاظ پڑھکر ہر ایک احمدی یہ معلوم کر سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ترکوں کو مقامات مقدسہ کے محافظ نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ مقامات مقدسہ کو ان کے محافظ قرار دیتے تھے۔ وہاں اس کے دل میں اس بات سے درد بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ اب کچھ بدقسمت ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔ جو احمدی کہلا کر وہی بات کہتے ہیں جس کے متعلق اسوقت حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ "لوگ کہتے ہیں" یہ ثبوت ہے۔ اس امر کا کہ غیر مبائعین صرف منہ سے حضرت مسیح موعود کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں اصل میں ان کا کوئی تعلق آپ سے باقی نہیں رہا۔ ورنہ آج وہی باتیں ان کے مونہوں سے کیوں نکلتیں۔ جو مسیح موعودؑ کے دشمنوں کے مونہوں سے نکلا کرتی تھیں۔

امسال گائے کی قربانی ہوگی یا نہیں

مسلمانوں کی نکبت اور ادبار کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا۔ کہ ان میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نظر نہیں آیا۔ جسے صائب الرائے اور پختہ کار کہا جا سکے۔ آج کل بوجہ عید اضحیٰ کی آمد کے قربانی گاؤ کا سوال زیر بحث ہے۔ کہ کرنی چاہئیے یا نہیں۔ اسکے متعلق مولوی عبدالباری صاحب کے سے شخص کی طرف سے جنہیں طبقہ علماء کا لیڈر قرار دیا جاتا ہے پے درپے اس قسم کے بیانات شائع ہوئے ہیں۔ کہ جن کو بڑے غور سے مطالعہ کرنے کے بعد بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ قربانی گاؤ کی اجازت دے رہے ہیں یا منع کر رہے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے بیان میں تو انہوں نے مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ اگر ایک بکری کی قیمت گائے کے ⅐ حصہ سے زیادہ نہ ہو۔ اور گائے کا گوشت لذیذ تر نہ ہو تو گائے کی قربانی نہ کی جائے۔ گویا اگر بکری کی قیمت ⅐ حصہ سے زیادہ ہو۔ اور لذیذ تر گوشت والی گائے مل جائے تو قربانی کر لی جائے۔ دوسرے میں فرمایا۔ قربانی بذاتہ فرض ہے۔ اور حمایت خلافت بھی واجب۔ مگر اسکے یہ معنی نہیں کہ مسلمان قربانی چھوڑ دیں۔ یہ بالکل صاف ہے۔

تیسرا بیان ان دونوں بیانات کی تشریح میں حسب ذیل شایع کیا ہے کہ:-

---

[illegible] نہیں معلوم ہوا۔ کہ پیغام کے ایڈیٹر کو ہٹا کر انکی جگہ ایک اور شخص کو رکھا گیا ہے۔

"میں خود گائے کی قربانی نہیں کروں گا - اور میں چاہتا ہوں - کہ دیگر مسلمان بھی میری تقلید کریں - جو اشخاص اس اصول کے خلاف ہیں - ان کو مطلع کرنے کی غرض سے میں کہنا چاہتا ہوں - کہ ہمارا مذہب یہ چاہتا ہے کہ خدا کیلئے قیمتی اور لذیذ قربانی دی جائے - جن گائیوں کی قربانی دی جاتی ہے - وہ اس قسم کی نہیں "

ان بیانات کے متعلق معزز ہمعصر وکیل بجا طور پر لکھتا ہے کہ "مولانا کے ہر سہ اعلان ملا کر پڑھنے سے کبھی مطلب سمجھ میں نہیں آتا - اور پڑھنے والا مبہوت و حیران ہو کر پوچھتا ہے کہ مولانا کیا فرما رہے ہیں یہ وقت تھا - کہ مولانا بحیثیت ایک عالم و مفتی کے مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے - مگر وہ خود بھی متیقن نہیں معلوم ہوتے - دوسروں کی رہنمائی کیسے کر سکتے ہیں "

جن لوگوں کے مذہبی رہنماؤں کی یہ حالت ہو - انہیں غور کرنا چاہیئے - کہ خلافت ٹرکی کے متعلق ہندوؤں کی زبانی ہمدردی نے ان کے علماء کی زبان اور قلم پر کیسا مضبوط قبضہ کر لیا ہے اور انہیں اس قابل نہیں رہنے دیا - کہ شریعت کا کوئی اہم سے اہم حکم بھی جس کو ہندو پسند نہ کرتے ہوں بیان کر سکیں - اور ابھی تو یہ ابتدا ہے - اگر یہی حالت رہی تو آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے ✽

خلافت کمیٹی لاہور کے حیرت انگیز انکشافات

لاہور میں "خلافت ٹرکی" کی امداد و تائید کیلئے جو "خلافت کمیٹی" بنی ہوئی ہے - اس کے متعلق حال میں مسٹر ظفر علی نے "رہبر" کا نقاب اوڑھ کر زمیندار کی بجائے اخبار (اکتا لیکچر) ۱۲ اگست میں جو انکشافات کئے ہیں وہ نہایت ہی حیرت انگیز ہیں -

۳ اگست کو ایک خاص جلسہ اس غرض کیلئے منعقد کیا گیا - کہ خلافت کمیٹی کے سابق سکرٹری سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست سے حساب سمجھا جائے - ان کو جلسہ میں شریک ہونے کی دعوت دی گئی ہے - لیکن انہوں نے مسٹر ظفر علی صاحب کو یہ جواب دیا - کہ آپ کی عنایت سے کمیٹی کے جلسے شرفا کیلئے جس قدر مفلوش ہو گئے ہیں - وہ محتاج بیان نہیں اور میں اپنی عزت کو وہاں آکر آپ اور آپ کے چند ساتھیوں کے ہاتھوں برباد نہیں کرنا چاہتا اس عذر کی بنا پر وہ نہ آئے - اور ان کی عدم موجودگی میں حسب ذیل امور پیش ہوئے ✽

(۱) رسید بک ۱۳ رسید ۴۵ میں جو سید حبیب صاحب کی طرف سے پہلا اندراج تاریخ مسلم خواتین سوچی دروازہ کو دی گئی ہے - اس کے مثنیٰ پر ۵ / ۷ / ۱ کی رقم بہ ہندسہ انگریزی درج ہے - اور (۱) کا ہندسہ مشکوک ہے - خان بشیر علی خان صاحب جن کے گھر کے لوگوں کی طرف سے رقم آئی کہتے ہیں - کہ رقم ۵ / ۷ / ۲ روپیہ کی تھی - اور رسید بھی ۵ / ۷ / ۲ ہی کی آئی - جس پر سید حبیب صاحب کے دستخط تھے - لیکن رسید کا دوسرا قطعہ جو رسید بک کے اندر موجود ہے - اس میں سید صاحب نے ۵ / ۷ / ۱ کی رقم درج کی ہے - اور اخبار سیاست میں بھی یہی رقم شایع کی ہے ✽

(۲) ۵ مئی ۱۹۲۰ء کو سید حبیب صاحب نے اس رقم میں سے جو کہ سرمایہ خلافت ان کی تحویل میں تھی - اور جسے انہوں نے مسلم بینک آف انڈیا میں جمع کر رکھا تھا - اپنی مرضی سے ۵ / ۷ / ۳ بذریعہ چک وصول کئے - اور ذاتی استعمال میں لا کے یعنی اپنے کاغذ کا بل ادا کیا - خازن کمیٹی کو جب اس بات کا اتفاقیہ طور پر علم ہوا - تو اس کے مطالبہ پر یہ رقم واپس بینک میں داخل کی گئی ✽

(۳) رسید بک کی رسید ۱۱ کے رسید بک والے پرت پر ایک روپے کی رقم درج ہے - لیکن آمدنی کے رجسٹر میں اس کا اندراج نہیں ہے - اور نہ آج تک یہ رقم فنڈ میں داخل کی گئی ہے -

(۴) ۱۹ - اپریل کو ایک لاہور کے عام جلسہ میں مسٹر ظفر علی صاحب نے جلیانوالہ باغ کے لئے چندہ کی تحریک کی - اور اس میں اپنی طرف سے ایک سو روپیہ کا اعلان کیا - دوسرے دن سید حبیب صاحب کے مطالبہ پر انہوں نے ایک چک ان کے پاس بھیج دیا - جس کی رسید تا حال انہیں نہیں ملی - آخر بینک آف بنگال سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ چک ۱۰ اپریل کو سید صاحب نے اپنے حساب میں وصول کر لیا ہے - اور اس کی رقم گلزار محمدی سٹیم پریس کو دلوادی

(۵) ایک نظم کیلئے ۷ / ۲ - روپیہ کی رقم ایک جلسہ میں جمع ہوئی تھی جو سید حبیب شاہ صاحب کی تحویل میں تھی - اس رقم کا حساب باوجود نوٹس دینے کی تا حال نہیں دیا گیا ✽

آخر تجویز یہ ہوئی - کہ سات آدمیوں کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے - جو سید صاحب سے ان امور کا فیصلہ کرے اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں البتہ ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں - کہ سید حبیب صاحب وہی ہیں جنہیں حال ہی میں ڈیرہ اسماعیل خاں کے بعض لوگوں نے ان کی خدمات کے صلہ میں تمغہ دیا ہے - اب دیکھئے وہ اپنے اخبار سیاست میں ان الزامات کا کیا جواب دیتے ہیں ✽

یورپ کی توہم پرستی

مشرقی لوگ بھوت پریت وغیرہ خیالی ہستیوں کو ماننے کی وجہ سے خاص طور پر بدنام ہیں - لیکن چونکہ ایسے لوگ عام طور پر جاہل اور بے علم ہوتے ہیں - اس لئے معذور سمجھے جا سکتے ہیں - مگر تعجب ہے - کہ یورپ میں بھی جہاں تعلیم بہت کثرت سے پھیلی ہوئی ہے - توہم پرستی کے عجیب و غریب واقعات ہوتے رہتے ہیں - حال ہی پولینڈ کے ایک شہر کراکو کی خبر ہے - کہ وہاں کے ایک ہسپتال کے متعلق یہ خبر پھیل گئی - کہ اس میں ایک دس سالہ لڑکی نے شیطان جنا ہے - ہسپتال کے ارد گرد بہت بڑا مجمع ہو گیا - اور لوگوں نے اندر گھسنا چاہا - بہت سے لوگوں نے بیان کیا - کہ ہم نے شیطان بچشم خود دیکھا ہے - اس کے سر پر سینگ ہیں - اور اس کے پاؤں مویشیوں کی طرح پھٹے ہوئے ہیں - ہسپتال کے مہتمم نے لوگوں کو بہت سمجھایا - لیکن کسی نے اس کا کہنا نہ مانا - اور جب ان کو اندر جانے کی اجازت نہ دی گئی - تو لوگوں نے چلا چلا کر یہ کہنا شروع کر دیا - کہ ڈاکٹر نے رشوت کھائی ہے - تھوڑی ہی دیر میں مجمع سات ہزار کے قریب ہو گیا - جب اس کو منتشر کرنے کی تمام کوششیں رائگاں گئیں - اور اس نے ہسپتال کو جلانے کی دھمکیاں دینا شروع کیں تو پولیس کو طلب کیا گیا - جس نے آکر بزور لوگوں کو بھگایا اور اس طرح کئی آدمی زخمی ہوئے -

معلوم ہوا ہے - کہ جاہل اور ان پڑھ لوگوں کا ہی مجمع نہ تھا - بلکہ اس میں پڑھے لکھے اور معزز آدمی بھی موجود تھے ✽

"داغ ہجرت"

یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے - جسے پیام نے اپنی اشاعت ۵ - اگست میں مسلمانوں کے ان دنوں میں ہندوستان چھوڑ کر کابل جانے پر چسپاں کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے - کہ یہ الہام اس ترک وطن کے ذریعہ پورا ہو گیا ہے مگر سوال یہ ہے - کہ اگر اسی ترک وطن کی طرف اس الہام میں اشارہ ہے - تو کیا شریعت کی رو سے مولوی محمد علی اس کو ہجرت قرار دیتے ہیں - اور کیا مسلمانوں کیلئے وہ حالات پیدا ہو گئے ہیں - جن کے باعث ہجرت فرض ہے - اگر ہیں تو سب سے اول مولوی محمد علی صاحب کو مع اپنے ہم نواؤں کے یہاں سے نکل جانا چاہیئے - حالانکہ کسی ایک غیر مبایع کے جانے کا بھی اعلان نہیں ہوا - اور اگر یہ ہجرت نہیں - تو پھر الہام کیسے پورا ہو گیا ؟

علاوہ ازیں اگر یہ ترک وطن اس پیشگوئی کو پورا کرتا ہے - تو کیا وجہ ہے - کہ مرزا یعقوب بیگ صاحب اس کے روکنے کے لئے بمبئی کی طرف تاریں دوڑا رہے ہیں - ان کو تو چاہیئے تھا - کہ خود بھی گھر بار بیچ کر چلے جاتے - سمجھ میں نہیں آتا - اس قسم کی بیہودہ اور لغو تحریریں شایع کر کے کیوں اپنے قول اور فعل کا تضاد ثابت کرنے کی احمقانہ کوشش کی جاتی ہے ؟

مولوی ثناء اللہ کے مطالبہ کا جواب

لم ۱ - اپریل کا امرتسری ہنگامہ جس نے مولویان امرتسر اور ان کے اتباع کی دینی حالت اور انسانیت کا راز طشت از بام کر دیا تھا - اس میں مولوی ثناء اللہ کا جہاں تک حصہ تھا اس کا بار بار ذکر اخبار میں ہو چکا ہے - مگر وہ کوئی ثبوت طلب کرتا ہے - اس کے لئے ہم نے آسان صورت پیش کی تھی - کہ وہ حلفیہ انکار کر دے - اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی - کہ ہمارے آدمی کی حلف کو شاید وہ قابل تسلی نہ سمجھے - لیکن وہ خود حلف اٹھانے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا - اور ہم سے مطالبہ کرتا ہے اس لئے ہم اسے گھر تک پہنچانے کیلئے اپنے راوی کا حلفیہ بیان درج کرتے ہیں - جو یہ ہے :-

"میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ :-

۱۳ اپریل ۱۹۲۰ء کو جس وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کا لیکچر بندے ماترم ہال میں ہو رہا تھا - تو مولوی ثناء اللہ صاحب باہر گذرتے ہوئے اور لوگوں کی مبارک باد حاصل کرتے ہوئے خراماں خراماں خاکسار کے دیکھتے ہوئے گذر گئے -

فضل حسین احمدی قادیان"

ہمارے نزدیک یہ شہادت اس قدر کافی ہے - کہ مزید تفحص اور چھان بین کی ضرورت نہیں -

ترکِ وطن کرنیوالوں کی حالت

ہندوستان کے شیدائیان خلافت ترکی اور مدعیان لیڈری نے "ترک وطن" کی تحریک "ہجرت" کے نام سے پیش کر کے بیچارے مسلمانوں کو اسقدر مصائب اور مشکلات میں ڈال دیا ہے - کہ ایک مسلمان اخبار نے صاف صاف کہہ دیا ہے -

"ہجرت سے زیادہ بہتر تو اعلان جہاد تھا - تا کہ مسلمانوں کا ایکدم سے خاتمہ بالخیر ہو جاتا"

اور لکھا ہے

"ہندوؤں کا سب سے بڑا خیر خواہ اور خوشامدی دوست بھی ایسی خیر خواہی نہیں کر سکتا جیسی خیر خواہی ہمارے ہجرت پسند علما کر رہے ہیں - کیونکہ اصل منشا ہمارے غیر مسلم دوستوں کا یہی ہے - کہ کسی طرح ہندوستان ان ملیچھوں سے پاک ہو"

دوسری طرف سرزمین کابل میں جس قدر لوگ پہنچے ہیں انہوں نے ابھی سے وہاں ایسی مشکلات پیدا کر دی ہیں - کہ ان کے متعلق خاص اعلانات شایع ہو رہے ہیں - اور سب سے زیادہ قابل توجہ وہ اعلان ہے - جو افغانی اخبار اتحاد مشرقی نے اپنی ۔۔۔ شوال ۱۳۳۸ھ کی اشاعت میں شایع کیا ہے اس میں ہندی تارکان وطن کو تین حصوں میں منقسم کر کے صرف ایک حصہ سے جو ہندوستان اور افغانستان کو فائدہ پہنچانے کی نیت سے ہجرت کرتے ہیں گو اپنی ہمدردی کا اظہار کیا ہے - اور باقی سب کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے - اور ان کی یہ حالت بیان کی ہے - کہ وہ (نمبر ۲) اس پہلے حصہ کی پیروی میں آکر پشیمان ہوتے ہیں -

(۳) وہ جو مہاجرین کی دلشکنی اور شرارت کے مقصد سے آتے ہیں -

پچھلے دو اقسام کے لوگوں کے متعلق لکھا ہے :-

"اتحاد مشرقی بلکہ عموم ملت افغانی بریں اشخاص (بدنام کنندہ نیکو نامے چند) کہ نہ علم دارند و نہ ادب و نہ از ماہیت ہجرت خبر - بلکہ حب اسلام و اخوت را ہم نمیدانند انکار سخت نمودہ بہ نہایت زور شوری نویسد کہ ہیچ گاہی اشخاص صنف (۳) خود را نتکلہ نمیدا زند و رابطہ اتحاد و اتفاق اہالی ہند را کہ دریں ایام باعلیٰ درجہ در قلوب افغانیان مضمر است - بآمدن خود نگسلانند از صدر کمیٹیہائے ہجرت و علماء مفتیین ہجرت امید میکنیم - کہ بہر پہلو اشخاص صنف (۲ و ۳) باتہاد رجہ دقت فرمودہ اوقات عزیز خود را صرف نمایند - ایشاں را مانع شوند - از معاصرین معززہ خود چشم داریم کہ بمضامین قیمت و آواز خود خبر گیری صنف (۲-۳) را بجو لی بکنند"

اس کا ترجمہ ہے - کہ

"اتحاد مشرقی" بلکہ تمام افغان قوم ان لوگوں (بدنام کنندہ نکو نامے چند) کی آمد سے سخت انکار کرتی ہے - جو نہ علم رکھتے ہیں - نہ ادب نہ ہجرت کی ماہیت سے واقف ہیں بلکہ اسلام کی محبت اور برادری سے بھی واقفیت نہیں رکھتے ہم نہایت زور شور سے لکھتے ہیں - ہرگز ہرگز تیسری جماعت کے اشخاص اپنے آپ کو اس تنکہ میں نہ ڈالیں اور اہالیان ہندوستان کے اتحاد و اتفاق کا رابطہ جو آج کل افغانوں کے دلوں میں اعلیٰ درجے سے مضمر ہے - اپنے آنے سے اسے شکستہ نہ کریں - ہم ہجرت کی صدر کمیٹیوں اور ہجرت کے بارے میں عالم مفتیوں سے امید کرتے ہیں - کہ ہر طرح سے انتہائی تکلیف اٹھا کر اور اپنا عزیز وقت صرف کر کے دوسری اور تیسری جماعت کے اشخاص کو باز رکھیں گے اور ہم اپنے معزز معاصرین سے توقع رکھتے ہیں - کہ قیمتی مضامین کے ذریعہ اور اپنی آواز بلند کر کے دوسری اور تیسری جماعت کی خوب خبر گیری کریں گے -"

اسکے ساتھ ہی وہ اعلان بھی قابل غور ہے - جو افغانستان

خطبۂ جمعہ

خدا کے غلام بنو اور آپس کے معاملات کو درست کرو

از مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

۶۔ اگست ۱۹۲۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد کہا۔

ہر ایک چیز سب کے لئے نہیں ہوتی

اس سورۃ شریفہ میں وہ تمام باتیں ہیں۔ جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی ہدایت کے لئے بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ بعض چیزوں کو سب نہیں پا سکتے جتنا بڑا کوئی مقصد ہو۔ اتنا ہی بڑا اسکو پانیوالا بھی ہونا چاہیئے۔ اور ایسا شخص ایک آدھ ہی ہوتا ہے۔ لیکن وہ مقصد جو کسی ایک آدھ کو بھی نہ ملے۔ اس کے لئے سعی کرنا لاحاصل ہے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ بادشاہ ہونے میں دنیاوی لحاظ سے بادشاہت بہت بڑا درجہ ہے۔ بادشاہ کی سی عزت ہر ایک شخص کو حاصل نہیں ہوتی۔ نہ ہر ایک شخص کو بادشاہت ملتی ہے۔ لیکن شوق سب کو ہوتا ہے۔ کہ ہم میں بھی بادشاہی کی کسی قدر جھلک ہی آجائے۔ اور اس کے لئے کچھ ذرائع ہیں۔ جن سے کسی قدر یہ بات پیدا ہو جاتی ہے۔ اور سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ بادشاہ کے قریب جگہ حاصل کی جائے۔ اور اس کے خاص ملازموں میں درجہ حاصل ہو۔ جب کوئی شخص بادشاہ کا مقرب ہوگا۔ تو جتنا زیادہ مقرب ہوگا۔ اتنی ہی اس کی عزت بھی ہوگی۔ یہ جو کچھ دنیا میں نظر آتا ہے روحانی سلسلہ کے لئے سبق ہوتا ہے۔

انسان تعریف کو پسند کرتا ہے

ربوبیت کا جو مقام ہے یعنی رب العالمین ہونے کا مقام وہ تو کسی انسان کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہاں کہا گیا ہے کہ سب تعریفیں رب العالمین کے لئے ہیں۔ لیکن انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ تعریف کو پسند کرتا ہے۔ ایک بچہ بھی جو بالکل چھوٹی عمر کا ہو۔ تعریف سنکر خوش ہوتا ہے۔ اور مذمت سے بعض بچوں کو دیکھا ہے۔ قریباً غشی آجاتی ہے۔ اس لئے انسان کس طرح تعریف حاصل کر سکتا ہے۔ اور کس طرح اپنی اس فطری خواہش کو پورا کر سکتا ہے۔ اس کا بھی ایک ہی طریق ہے کہ وہ خدا کا غلام بن جائے۔ اور اس ذریعہ سے اس کا قرب حاصل کرے۔

حضرت خلیفہ اول رض سنایا کرتے تھے۔ کہ وہ جس راجہ کے ہاں ملازم تھے۔ وہ ایک دفعہ اپنے ملازمین اور وزراء سے سخت ناراض ہو گیا۔ اسی حالت میں اس نے مولوی صاحب کو بھی بلایا خیال کیا گیا۔ کہ شاید آپ پر بھی خفا ہو۔ لیکن جب آپ گئے۔ تو اس نے کہا کہ مولوی صاحب میں نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ آپ مجھکو بتائیں لوگ کیوں حکومت کی خواہش کرتے ہیں۔ میری یہ کیفیت ہے۔ کہ میں اپنی زندگی نہایت تلخ پاتا ہوں۔ رات کو کئی جگہ بستر ہوتے ہیں۔ اور کسی ایک جگہ جس کا کسی کو پتہ نہیں ہوتا میں جاکر سوتا ہوں کہ قتل نہ کر دیا جاؤں۔ اور جو کھانا پکتا ہے۔ وہ پہلے ڈاکٹر اور باورچی کو کھلایا جاتا ہے۔ کہ کہیں اس میں زہر نہ ڈال دی گئی ہو اور ہزاروں غم اور فکر ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ وہ بڑائی چاہتا ہے پس چونکہ انسان اپنے پیدا کرنیوالے کا ایک طرح ظل ہے۔ اس لئے اس میں بڑائی کی خواہش ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ چونکہ سب جہانوں کا رب ہے۔ اس لئے اس کا پیدا کردہ انسان بھی چاہتا ہے۔ کہ مجھ میں کچھ آقا کی باتیں آجائیں۔ اور آقا کی بھی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اس کا نوکر انہی باتوں کو پسند کرے۔ جو اس کو پسند ہیں۔ بعض انسان ہوتے ہیں۔ کہ ان میں رحم کا زیادہ مادہ ہوتا ہے۔ اور بعض میں جباری زیادہ ہوتی ہے۔ اور وہ تسلط اور تغلب کو چاہتے ہیں۔ اور اگر کوئی نرمی کرنیوالا ہو تو وہ اس کو برے ناموں سے یاد کرینگے۔ ان صفات میں سے کچھ نہ کچھ لوگ حصہ پاتے ہیں۔

خدا کا مقام

اور اگرچہ خدا تعالےٰ کا مقام رب العالمین بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ مگر انسان کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ اس مقام کو بھی حاصل کرے لیکن یہ اس کے لئے ممکن نہیں۔ کیونکہ خدا کی سلطنت اور حکومت ایسی نہیں ہوتی۔ کہ کوئی اسکو چھین سکے۔ نہ اس سے پہلے کوئی خدا ہوا ہے۔ اور نہ بعد میں کوئی ہوگا۔ وہ ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہیگا۔ اس لئے یہ مقام تو کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا البتہ اس کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔ جس کا طریق خدا نے خود ہی بتا دیا ہے۔ ایاک نعبد کہ خدا کے غلام بنو۔

اب سوال ہوتا ہے کہ غلام کیسے بنیں۔ فرمایا۔ ایاک نستعین۔ اس کے لئے مجھ سے مدد مانگو۔ کیونکہ میری ہی مدد سے تم غلامی بھی کر سکتے ہیں۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ عام طور پر لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ کہ اپنی چیز کو دوسروں سے اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ اگرچہ دولت کا جب سوال ہو۔ تو خواہ کتنے دولتمند ہوں۔ دوسروں کو اپنے سے زیادہ دولتمند خیال کرتے ہیں۔ مگر اس کو چھوڑکر اور باتوں میں اس طرح نہیں کیا جاتا۔ مثلاً عقل کے معاملہ میں ہر شخص اپنے آپکو دوسروں سے زیادہ عقلمند خیال کرتا ہے۔ خواہ کہنے کو اپنے کو ہیچمدان ہی کہے۔ مگر درحقیقت اپنی عقل کو دوسروں کی عقل سے زیادہ ہی خیال کریگا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کل حزب بما لدیہم فرحون۔ جو جس کے پاس ہے۔ وہ اسی کو کافی سمجھتا ہے۔ اور اس کو اعلیٰ درجہ کی چیز خیال کرتا ہے۔

خدا کے ہاں سے درجات کیسے ملتے ہیں

لیکن یہاں اس غلطی کا امکان نہیں ہو سکتا تھا۔ کچھ لوگ ہوئے ہیں۔ جنھوں نے اس طریق کے مطابق نبوت کا درجہ حاصل کیا۔ بعض نے صدیقیت کا درجہ حاصل کیا۔ بعض نے شہادت پائی۔ بعض کو صالحیت کا درجہ حاصل ہوا۔ اور جس کے لئے خدا نے جو درجہ چاہا۔ وہی اسکو عنایت فرمایا۔ مگر عنایت ہوا بوجہ اس کی غلامی اور عبودیت کے ہی۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض غلامیاں ذلت کی قسم کی ہوتی ہیں۔ جنہیں ذلت ہوتی ہے۔ ان کا یہاں ذکر نہیں۔ یہاں اس غلامی کا ذکر ہے۔ جس سے عزت حاصل ہوتی ہے۔ اور عزت والی غلامی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک انفرادی اور دوسری قومی جن لوگوں کو انفرادی عزت حاصل ہو۔ اور وہ کسی ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کو لوگ عزت و توقیر کی نظر سے نہ دیکھتے ہوں۔ تو یہ کوئی بڑی عزت نہیں ہوگی۔ اس لئے انسان کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ کسی ایسی قوم سے ہو۔ جس کی عزت لوگوں کی نظر میں ہو۔ دوسری عزت قومی ہوتی ہے۔ اور یہ بہت اعلیٰ درجہ کی عزت ہے۔ اسی لئے قرآن کریم

میں جو دُعا سکھائی گئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اھدنا۔ اے خدا ہم سب کو وارث انعامات بنا۔ پس یہ وہ طریق ہے۔ جس سے خدا کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔

خدا کے قرب کے حصول کیلئے خدائی صفات پیدا کرو

لیکن خدا جس کا ہم قرب ڈھونڈتے ہیں۔ اس کی صفات یہ ہیں کہ وہ سبوح و قدوس ہے۔ اب جب ہم خدا کے غلام بننا چاہتے ہیں۔ تو یہ ہمیں معلوم ہی ہے کہ غلام آقا کو وہی محبوب ہوتا ہے۔ جو آقا کے رنگ میں رنگین ہو۔ اس لئے ضرورت ہے کہ خدا کی غلامی حاصل کرنے کے لئے ہم میں بھی سبوحیت اور قدوسیت پیدا ہو۔ پس جب ہم خدا کے اور ایسے خدا کے غلام بننا چاہتے ہیں۔ جو قدوس خدا ہے۔ تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے یہ دیکھیں کہ کیا ہم میں طہارت اور پاکیزگی ہے۔ یا کوئی کمی ہے۔ اور کس چیز میں کمی کر رہے ہیں یا کس میں بڑھ رہے ہیں۔ اگر ہماری حالت اچھی نہ ہو۔ تو خدا کی غلامی کا دعوےٰ باطل۔

مسیح موعود اور انکی جماعت

دیکھو ہم میں وہ انسان آیا جو تمام نبیوں کا بروز اور موعود نبی ہے۔ اور جس کی آمد کو خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد قرار دیا ہے۔ اس کی آمد کا مقصد اسلام کی خدمت اور اسلام کو دنیا میں پھیلانا تھا۔ اور اس نے ایک جماعت بنائی ہے۔ جو اسلام کا نمونہ ہے۔ اگر اس جماعت کے افراد ہی طہارت میں کامل نہ ہوں۔ تو کتنے افسوس کی بات ہے۔ ہمیں ہر وقت اپنی حالت پر غور کرتے رہنا چاہیئے حدیث شریف میں منافق کی تین علامتیں آئی ہیں۔ اول جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ دوسرے جب وعدہ کرے۔ تو خلاف عہد کرے۔ تیسرے جب لڑے تو گالی دے۔ اگر کسی میں یہ تینوں باتیں جمع ہوں۔ تو وہ پکا منافق ہو گا۔ اور جس میں ان میں سے کوئی بات ہو گی۔ اتنی ہی اس میں منافقت ہو گی۔ اب ہمیں اپنے معاملات پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہم کبھی خلاف عہد تو نہیں کرتے۔ ہم امانت میں خیانت تو نہیں کرتے۔ لڑائی کے وقت گالی تو نہیں دیتے اگر کسی بھائی میں ایسا نقص ہو۔ تو دوسرے کو اخلاقی جرأت سے کام لیکر اُسے سمجھا دینا چاہیئے۔ یہ آپکو نکات سُنانے کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ کیونکہ نکات آپ بہت سُن چکے ہیں۔ اب ضرورت ہے اس امر کی کہ آپ لوگوں کو عمل کی طرف توجہ دلائی جائے۔ پس میں اپنے سے بڑوں اور اپنے برابر والوں اور اپنے سے چھوٹوں۔ سب کو کہتا ہوں کہ وہ اپنی حالتوں پر غور کریں۔ آپس کے معاملات۔ دوسروں کے ساتھ معاملات اور خانگی معاملات ان سب پر غور کریں۔ اگر کسی بات میں کمی ہو۔ تو اُس کو پورا کریں۔ اور نقص کو دور کریں۔ اگر ہماری حالت اچھی نہ ہوئی۔ تو دیکھو قرآن کریم میں صاف طور پر آتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر ایک قوم اپنے فرض کو چھوڑیگی۔ اور خدا کے عہد میں سُستی کریگی۔ تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو بدل دیگا اور اس کی بجائے ایک اور قوم کھڑی کر دیگا۔ خدا کے جو وعدے مسیح موعود سے ہیں وہ پورے ہونگے لیکن ہم پر افسوس ہو گا اگر ہم جنھوں نے مسیح موعود کو دیکھا اور اسکے خلیفہ اول کو دیکھا اور دوسرے خلیفہ کے زمانہ کو پایا یا وہ وعدے پورے نہ ہوئے۔ دعا کرو وہ تم ہی ہو جو خدا کے وعدے کو پورا ہوتا دیکھو۔

اظہار شان احمدیت اور ایک پہلوان احمدیت

مواج ہوا تھا بحرِ ظلمت — تھا زور پہ دورۂ ضلالت
خونخوار بلائیں آ رہی تھیں — نکبت کی گھٹائیں چھا رہی تھیں
اسلام کو کفر کھا رہا تھا — دجال ہمیں مٹا رہا تھا
چھایا تھا جہاں میں اک اندھیرا — سب کے دل و جاں کو جس نے گھیرا
حالت تھی یہ چودھویں صدی کی — حاجت تھی ضرور اک نبی کی
تب رحمتِ خالقِ جہاں سے — ہاں مطلع پاک قادیاں سے

"اسلام کا آفتاب چمکا
بے پردہ و بے نقاب چمکا"

یعنی یہ کہ وہ نور و معدن تو — وہ حق کی تجلیات کا طور
دیتا ہے جو نور کے خزانے — خود شمس و قمر کہا خدا نے
وہ سرورِ دین و افسرِ پاک — حق نے کہا جسکے حق میں لولاک
وہ احمدؐ و محوِ ذاتِ احمدؐ — وہ آئینہ صفاتِ احمدؐ
وہ مرسل و مردِ آسمانی — وہ پاک مسیح قادیانی
ہاں ہاں اب اسی کے ہوکے رہیئے — نہ اس کا بروز جس کو کہیئے

"شاہنشہِ انبیاء محمدؐ
تاج سرِ اصفیا محمدؐ"

آیا وہ مسیح و مہدی دیں — بدبخت ہوئے ہیں بر سرِ کیں
جو صدق سے لاجواب ہو کر — جل کر بھُن کر کباب ہو کر
کرتے ہیں درندگی کا اظہار — کج خلقی و گندگی کا اظہار
گالی دینے کو منہ کھلے ہیں — ظالم سب ظلم پر تُلے ہیں
تشنہ دیتے ہیں سفلیان بے باک — ہے دست دراز جہل ناپاک
(اپنی نالش ہے بس خدا سے) — کرتے ہیں وہ ظلم اس ادا سے

"چندانکہ طبید بسمل ما
خنداں ترگشت قاتل ما"

مارا جو ہمارے سیدوں کو — دُعاظ کو اور جیدوں کو
اللہ ہی انتقام لیگا — رحمت سے ہمیں وہ تھام لیگا
ہم اپنے مُبلّغوں کے قرباں — نکلے بنکر جو مردِ میداں
وہ مردِ خُدا خلیل احمدؐ — از سر تا پا دلیل احمدؐ
حملہ کیا اُس پہ اک لعیں نے — زخمی کیا سرِ عدوِ دیں نے
کہتا ہے مگر خلیل ذی جاہ — احمدؐ سے خطاب کر کے اے واہ

"گر دست رسد ہزار جانم
در پائے مبارکت فشانم"

علمی کی سُنو! فلاح پاؤ — آوارہ اِدھر اُدھر نہ جاؤ
بھٹکے ہو کہاں کہاں عزیزو — آؤ تو ذرا یہاں عزیزو
آتے ہیں یہاں خدا کے پیارے — اور حضرت مصطفےٰ کے پیارے
دربار محمدی یہیں ہے — اور جلوۂ احمدی یہیں ہے
یہ بابِ مسیح قادیاں ہے — بے شک یہاں اماں ہے
مسلم کیلئے ہے دار ہجرت — لاریب یہی ہے بابِ رحمت

"بدبخت کسے کہ سر بتابد
زیں در کہ درے دگر نیابد"

محفوظ الحق علمی احمدی قادیان

النظــــر

حضرت مسیح موعود و علماء زمانہ

ماسٹر عبد الرحمن صاحب نومسلم بی اے۔ نے مذکورہ بالا نام کی کتاب جو پیشتر یہ اسلام کی پہلی کتاب کے نام سے مشہور تھی۔ اب تیسری دفعہ چھپا کر شائع کی ہے۔ اسمیں اعتراضات بطور سوال و جواب کے درج ہیں۔ جو غیر احمدی علماء حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر کیا کرتے ہیں۔ عبارت آسان اور عام فہم ہے۔ عورتیں بھی بآسانی پڑھ سکتی ہیں۔ قیمت حصہ اول ۵؍ حصہ دوم ۵؍ سوم ۵؍

ملنے کا پتہ: ماسٹر عبد الرحمن صاحب بی اے (مہر سنگھ) قادیان

بائبل کے محرف مبدل ہونے کا ثبوت

کتاب موازنۃ الفہیم کسی مسلمان عالم نے آج سے شاید نصف صدی پیشتر مسیحیت کے رد میں لکھی تھی۔ پادری برین کان صاحب جو کہ ہندوستان کے ولایتی مشنریوں میں ایک ممتاز حیثیت کے مشنری سمجھے جاتے ہیں۔ اور مسیحیوں کا خیال ہے۔ کہ پادری خنڈلمور برین کان ہند میں مشنری جڑوں کو مضبوط کر گئے ہیں۔

پادری برین کان نے کتاب مذکور کا جواب رسالہ کی صورت میں شائع کیا۔ جس کا نام "دافع بہتان" ہے۔ اس کتاب میں اسلام اور شارع اسلام کے متعلق نہایت سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور اس ایک اعتراض کا عام طور پر اعادہ کیا گیا ہے۔ کہ "اگر بخیال اہل اسلام موجودہ بائیبل محرف ومبدل ہے۔ تو اصلی بائیبل جو محفوظ عن التحریف ہے۔ مقابلہ کے لئے پیش کر کے اپنا مدعا پایہ ثبوت تک پہنچا دیں۔ چنانچہ صفحہ ۳ پر برین کان صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "مدعی اور سب محمدی اس بات پر متفق ہیں۔ کہ یہود و عیسائیوں نے اپنی کتاب مقدس کو بدل ڈالا ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ یہ امر کس زمانے میں واقعہ ہوا۔ اور کس ملک میں؟ جواب اس کا محمدیوں پر نہایت فرض ہے۔ پھر صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے۔ کہ "ہم جو بائیبل مقدس حقیقت میں بے تبدیل نہیں ہے۔ تو اس کی ایک بھی نقل محمدی دکھلا دیں۔ تاکہ مقابلہ کر کے اس کی کمی بیشی جانچی جاوے۔"

چونکہ پادری صاحب نے اس بحث پر مسیحی مذہب اور اسلام کا فیصلہ رکھا ہے۔ جیسا کہ لکھتے ہیں :-

"چاہیئے۔ کہ اہل اسلام جو محض تحکم کی راہ سے اور صرف اپنے مذہب کی حمایت کے واسطے انجیل اور توریت کو محرف بتلاتے ہیں۔ یا تو اس تہمت کا مذکور موقوف کریں اگر اس بات کو ثابت کر سکیں (یعنی تحریف بائیبل) تو ان کیلئے نہایت مفید ہوگا۔ کیونکہ اس پر ان کی اور مسیحیوں کی بحث کا خاتمہ ہے" صفحہ ۱۸۔

اس لئے ہم اس کے متعلق لکھنا چاہتے ہیں۔ سب سے پہلے برین کان صاحب نے اہل اسلام سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ یہ کتاب مقدس میں کس نے تحریف و تبدیل کی۔ کس ملک میں کی اور اس زمانے کا پتہ بھی بتلا دیں گے۔ اس کے جواب میں ہم صرف اس قدر عرض کرتے ہیں۔ کہ پادری صاحب ہم سے تحریف کا ثبوت تو لے سکتے ہیں۔ مگر یہ مطالبہ نہیں کر سکتے۔ یہ انہیں اپنے بزرگوں سے دریافت کرنا چاہئے تھا کہ بائیبل میں کس نے تحریف کی ہمارا کام صرف اسی قدر ہے کہ ہم کتاب مقدس کو محرف و مبدل ثابت کر دیں۔

ذیل میں تحریف بائیبل کے چند نہایت اہم ثبوت پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے برین کان صاحب کے ایک اور مطالبہ متعلقہ مضمون ہذا کا جواب تحریر کرنا مناسب ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ لکھتے ہیں :-

"اگر موجودہ بائیبل محرف ومبدل ہے۔ تو اہل اسلام اصلی صحیح بائیبل دکھا دیں۔ اور مقابلہ کر کے جانچ لیں۔"

ہم کہتے ہیں۔ پادری صاحب کا یہ مطالبہ بھی ناجائز ہے فرض کرو۔ آج اس زمانہ میں دریائے راوی کا ایک ملاح کہتا ہے۔ کہ میرے پاس جو کشتی ہے۔ وہ وہی ہے جو حضرت نوح نے طوفان سے پہلے بحکم خداوندی بنائی تھی۔ اور کہ جس پر سوار ہو کر نوح اور اس کی ساتھی طوفان کی دستبرد سے محفوظ رہے تھے۔

اس کے اس دعا کے جواب میں ایک یہودی یا مسیحی یوں کہتا ہے۔ کہ یہ وہ کشتی نہیں ہے۔ تم جھوٹ کہتے ہو۔ اس پر ملاح مذکور جواب دیتا ہے۔ کہ اچھا اگر یہ وہ کشتی نہیں۔ تو تم نوح والی اصلی کشتی پیش کر کے اس کا اس سے مقابلہ کر لو بتلاؤ۔ کیا یہ جواب صحیح ہوگا۔ کیا اس وقت اصلی کشتی کی تلاش میں سرگرداں ہونا احمقانہ فعل نہ ہوگا۔ ایسے شخص کا صحیح جواب یہ ہوگا۔ کہ اس کی کشتی کے نقائص وعیوب دکھا کر ثابت کر دیا جائیگا۔ کہ یہ وہ کشتی نہیں۔ اس کا طول اس قدر تھا۔ عرض اتنا تھا۔ مگر یہ اور ہے اس کو زمانہ گذر چکا۔ کئی حوادث آئے۔ وہ برباد ہو گئی۔

پس پادری صاحب مسلمانوں سے اس طرح والا مطالبہ نہ کریں۔ ہم بائیبل کے محرف مبدل ہونے کے ثبوت دے سکتے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :-

(۱) توریت کی کتاب احبار باب ۱۱ میں لکھا ہے کہ "خرگوش جگالی کرتا ہے"۔ عام لوگ جانتے ہیں۔ کہ خرگوش جگالی نہیں کرتا۔ مگر کتاب مقدس کہتی ہے۔ کہ جگالی کرتا ہے اب یا تو یہ کتاب کلام الٰہی نہیں۔ اور اگر کلام الٰہی ہے تو اس کی یہ آیت محرف ہے۔

(۲) توریت کی کتاب استثنا باب ۳۴ میں لکھا ہے۔ کہ "سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مرگیا۔ اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا۔ اور موسیٰ اپنے مرنے کے وقت ایک سو بیس سال کا تھا۔ سو بنی اسرائیل موسیٰ کیلئے موآب کے میدانوں میں تیس دن تک رویا کئے۔ اور ان کے رونے پیٹنے کے دن موسیٰ کیلئے آخر ہوئے۔"

ظاہر ہے۔ کہ توریت کی پانچ کتب جن میں سے ایک استثنا بھی ہے۔ حضرت موسیٰ پر اتری تھیں۔ لیکن جب موسیٰ مر گیا۔ تو یہ آیات کس پر الہام کی گئیں۔ توریت خصوصاً کتاب استثنا کے محاوروں سے صاف ثابت ہے۔ کہ یہ آیات موسیٰ کے سوا کسی اور نے استثنا میں لکھ دی ہیں۔ اور اسی کا نام تحریف ہے۔ یہ تو مشت نمونہ از خروارے ہے۔ ہم نے توریت کے مقامات محرفہ پیش کئے ہیں۔ اب ہم انجیل کو لیتے ہیں :-

(۱) انجیل یوحنا کے ترجمہ اتھورائزڈ ورشن سے لے کر جو چرچ آف انگلینڈ میں سنہ ۱۶۱۱ء میں ہوا تھا۔ اور اڑھائی سو سال سنہ ۱۸۸۱ء میں اسی پر نظر ثانی ہوئی تھی جسے آجکل ریوائزڈ ورشن کہتے ہیں۔ ان ہر دو تراجم میں آج سے کچھ سال پہلے تک انجیل مذکور کے باب ۵ کی یہ عبارت لکھی جسے ہم اردو ترجمہ سنہ ۱۸۸۵ء سے نقل کرتے ہیں۔ کہ

"بعد اس کے یہودیوں کی ایک عید تھی۔ اور یسوع یروشلیم کو گیا۔ اور یروشلیم میں بھیڑ دروازہ کے پاس ایک حوض ہے جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے۔ اس کے پانچ اسارے ہیں۔ ان میں ناتوانوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور پژمردوں کی ایک بڑی بھیڑ پڑی تھی۔ جو پانی کے ہلنے کی منتظر تھی۔ کیونکہ ایک فرشتہ بعضے وقت اس حوض میں اتر کے پانی کو ہلاتا تھا۔ اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی پہلے اس میں اترتا۔ کیسی ہی بیماری میں گرفتار کیوں ہو۔ اس سے چنگا ہو جاتا تھا" یوحنا ۵ آیت ۵

لیکن آج جو انجیل یوحنا موجود ہے۔ اس کے باب ۵ کی پہلی ورس سے لیکر ورس ۵ تک کیا یہ عبارت ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کی بجائے یہ ہے۔ کہ

"ان باتوں کے بعد یہودیوں کی ایک عید ہوئی۔ اور یسوع یروشلم کو چلا گیا۔ یروشلم میں بھیڑ دروازے کے پاس ایک حوض ہے۔ جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے اور اس کے پانچ برآمدے ہیں۔ ان میں بہت سے بیمار اور اندھے ۔۔ پڑے تھے۔ وہاں ایک شخص تھا جو اڑتیس برس سے بیماری میں مبتلا تھا"

اب ناظرین غور فرماویں۔ کہ وہ آیات جن میں فرشتہ کا آنا پانی ہلانا بیماروں کا چنگا ہونا مذکور تھا۔ وہ بالکل اڑا دی گئی ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تحریف ہو سکتی ہے؟

(۳) یوحنا رسول کے خط عام کے ۵ میں یہ لکھا تھا یہ وہی ہے۔ جو پانی اور لہو سے آیا۔ یعنی یسوع مسیح جو فقط پانی ہی نہیں بلکہ پانی اور لہو میں ہو کے آیا۔ اور روح وہ ہے۔ جو گواہی دیتی ہے۔ کیونکہ روح برحق ہے۔ کہ تین ہیں۔ جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور بیٹا اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں۔ اور تین ہیں جو زمین پر گواہی دیتے ہیں۔ روح اور پانی اور لہو اور یہ تینوں ایک پر متفق ہیں"

مدت تک بعض علما یہی تحریراً اور تقریراً کہتے رہے۔ کہ یہ آیات الحاقی ہیں۔ یوحنا کے سوا کسی اور نے لکھی ہیں۔ مگر اہل تثلیث تسلیم نہ کرتے تھے۔ آخر اب یورپ وامریکہ کے علماء کی سوسائیٹیوں نے خود ہی تسلیم کر لیا۔ کہ اس جگہ تحریف و تبدیل ہوئی ہے۔ چنانچہ آج کل جو عہد جدید شائع کیا گیا ہے۔ اس میں عبارت مذکور یوں ہے:۔

"یہ وہ ہے۔ جو پانی اور خون کے وسیلے سے آیا تھا یعنی یسوع مسیح نہ وہ فقط پانی کے وسیلے سے بلکہ پانی اور خون دونو کے وسیلے سے آیا تھا۔ اور جو گواہی دیتا ہے۔ وہ روح ہے۔ کیونکہ روح سچائی ہے۔ اور گواہی دینے والے تین ہیں۔ روح اور پانی اور خون۔ اور یہ تینوں ایک ہی بات پر متفق ہیں"

۱۔ یوحنا ۵

ناظرین خود ہر دو عبارات میں مقابلہ کر کے غور فرماویں۔ کہ ان آیات کے پہلے الفاظ اور جملات اور کہاں موجودہ صورت حال آسمان و زمین کا فرق ہے۔ اگر یہ تحریف و تبدیل نہیں۔ تو دنیا میں تحریف و تبدیل کوئی شے ہی نہیں۔ پادری رین کا ن صاحب بہادر کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ توریت و انجیل محرف و مبدل ہیں۔ اور اگر وہ اپنے اس قول کے تحریر کرنے میں صادق ہیں۔ کہ

"اہل اسلام کیلئے تحریف بائیبل ثابت کرنا ازحد مفید ہے۔ کیونکہ اس پر مسلمانوں اور مسیحیوں کی بحث کا خاتمہ ہے"

تو اب بحث ختم ہوئی مسیحیت کو ترک کریں

آخر میں ہم رین کا ن صاحب سے ایک اور سوال کرتے ہیں۔ کہ صاحب کیا وجہ ہے۔ کہ آپ کی موجودہ توریت اور سامریوں کی توریت میں بہت بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ اور پھر آپ کی موجودہ انجیل اور رومن کیتھلک کلیسیا کی کتاب میں بہت نمایاں فرق موجود ہے۔ اس کی وجوہات اگر یہ تبدیل و تحریف ہی نہیں تو اور کیا ہیں۔ مفصل جواب شایع کریں۔

عبدالحی نومسلم

مسائل عید اضحی

برادران سلمکم اللہ وعافاکم ورضی عنکم وارضاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عید کے موقعہ پر ضرور کچھ مسائل متعلقہ کے دریافت کی ضرورت محسوس ہوا کرتی ہے اور اب عید اضحیٰ بالکل قریب ہے۔ اس لئے پہلے تو میں اس عید کے متعلق چند ضروری مسائل کو مختصراً پیش کرتا ہوں۔ عید کے دن یہ امور مسنون ہیں۔ آرایش (۲) غسل (۳) عمدہ لباس (۴) خوشبو (۵) سویرے اٹھنا (۶) عیدگاہ میں جلد جانا۔ (۷) نماز عید شہر سے باہر پڑھنا (۸) نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا (۹) جاتے اور آتے تکبیر کہتے رہنا۔ اور تکبیر یہ ہے:۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد

(یہ تکبیر چاند کی ۹ تاریخ کی فجر سے لیکر ۱۳ تاریخ کی عصر تک فرضوں کے باجماعت ادا کرنیوالوں پر فرضوں کے سلام کے بعد کہنی واجب اور ضروری بھی ہے) (۱۰) اور عورتوں کا بھی عیدگاہ میں جانا مسنون ہے۔ نماز میں شریک ہوں گر علیحدہ رہیں۔ (۱۱) اور یہ بھی مستحب ہے۔ کہ عید اضحیٰ میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے۔ اور نماز کے بعد قربانی کے گوشت سے افطار کرے (۱۲) اور قربانی کا ارادہ رکھنے والا اگر حاجیوں کی طرح چاند دیکھنے سے قربانی کرنے تک حجامت یعنی سر وغیرہ نہ منڈوائے۔ تو یہ مستحب اور موجب ثواب ہے۔ اور قربانی ہر وسعت والے شخص پر واجب ہے۔ اور نماز عید کے ادا کرنے سے پہلے قربانی کا ذبح کرنا درست نہیں۔ اگر کوئی کرے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔ بلکہ نماز کے بعد ذبح کرنی چاہیئے۔ اور نماز عید کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔ اور صلوۃ عید کا طریق یہ ہے۔ دو رکعتیں اس طرح باجماعت پڑھی جاتی ہیں۔ کہ پہلی رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے علاوہ تکبیر تحریمہ سات تکبیریں کہی جائیں۔ اس طور پر کہ ہر ایک تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ جیسے کہ نماز کے شروع کرتے ہوئے اٹھائے جاتے ہیں۔ مگر فرق فقط اس قدر ہے۔ کہ اول تو میں تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ دیئے جاتے ہیں مگر ان تکبیروں میں ہاتھ اٹھانے کے بعد کھلے چھوڑے جاتے ہیں۔ اور آخری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر قرأت یعنی الحمد شریف شروع کی جاتی ہے۔ اور دوسری رکعت کے شروع میں قرأت شروع کرنے سے پہلے پانچ تکبیریں اسی طریق پر کہی جائیں۔ اور یہی مسنون ہے۔ کہ ان دو رکعتوں میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھی جائیں یا سورہ ق اور اقتربت الساعۃ اور نماز کے بعد امام جمعہ کے دو خطبوں کی طرح خطبہ پڑھے

قربانی اگر بکری دنبہ مینڈھا ہو۔ تو ایک ایک شخص کی طرف سے اور اگر گائے۔ اونٹ ہو تو ایک سات شخصوں کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

اور قربانی کے جانوروں کی عمر کا یہ قاعدہ پختہ ہے۔ کہ سب میں وہی جائز ہو سکتا ہے۔ جس نے دو دانت نکالے ہوں (جس کو پنجاب میں دوندا بولتے ہیں) یا اس سے زیادہ عمر کا ہو۔ ضان (یعنی دنبہ اور مینڈھا نر و مادہ) چھ ماہ پورے کا بھی جائز ہے۔ جب وہ قد و قامت

میں دنبے کے برابر قریباً ہو۔ اور قربانی میں یہ جانور جائز نہیں (۱) اندھا (۲) کانا (۳) لنگڑا جو قربان گاہ تک خود بھی کر نہ جا سکتا ہو (۴) اور سخت دبلا (۵) نصف سے زائد کان اور دم کٹا۔

اس کے بعد میں سب احمدی برادران کو عموماً اور جناب سیکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ کی خدمت میں خصوصاً یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ یہ عید کا موقعہ اس بات کا متقضی ہے۔ کہ خدا کی جیائی ہوئی قوم کا ہر ایک فرد اپنی اور اپنے بال بچوں کی خوشی میں قوم کے یتامیٰ اور بیواؤں اور مساکین و غربا اور حاجتمندوں کو نہ بھولیں۔ بلکہ صحابہ کرام کی طرح یوثرون علی انفسہم کے مصداق بنتے ہوئے ان کی خوشی کو اپنی خوشی میں مقدم کریں۔ یا کم از کم ان کو اپنی خوشی میں شریک تو ضرور کریں آقائے نامدار حضور علیہ السلام نے آخر ان ہی اپنے خدام پر یہ امید رکھی ہے۔ جہاں اپنی امت کی مثال بارش سے دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ (میری قوم کی حالت بارش کی طرح ہے۔ نہیں معلوم اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ) تو کیا آخری خدام کا یہ فرض نہیں کہ اپنے آقائے نامدار کی اس امید کے پورا کرنے کی کوشش میں لگے رہیں۔ یہ نئی بات نہیں۔ صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے۔ حضور علیہ السلام نے عید کے موقعہ پر مردوں کے بعد عورتوں میں جا کر صدقہ دینے کا وعظ فرمایا۔ اور اپنے آقا پر قربان ہونے والیوں نے اپنے زیورات جیسی چیز کو جو عموماً عورتوں کو سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ اتار اتار کر حضرت ابو ہریرہ رضؓ کی جھولی میں ڈالنا شروع کیا۔ عبادات حج وغیرہ کیا ہیں۔ خدا کے تصدیق شدہ پیاروں کی موافقت کہ ان خدا کے پیاروں نے یہ کیا اور خدا اس سے ان پر راضی ہوا۔ اور ان سے پیار کیا۔ اور ہم کریں تو شاید وہ ہم سے بھی راضی ہو۔ اور ہم سے بھی پیار کرے۔ لہذا اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے بھائیوں میں سے کون سیکرٹری صاحبان اور پریذیڈنٹ صاحب اور دیگر صاحبان اپنے آقائے نامدار اور ان کے فدائی خدام کی طرح مردوں اور عورتوں میں اس خوشی کے موقعہ پر اپنے کس مپرس بھائیوں اور بیواؤں اور بچوں اور یتیموں کو بھول کر مردوں اور عورتوں سے مانگ کر ان کی ضرورتوں کو ان کے آگے رکھنے اور ہاتھ پھیلا کر ان کے تئیں ذوالجلال کی رضا اور پیار کی امید کا موقعہ حاصل کرتے ہیں۔ اور کون مومن اور مومنہ صحابہ اور صحابیات کی طرح اس خود فراموش کن خوشی کے موقعہ پر اپنے قابل رحم بھائیوں اور بہنوں اور بچوں اور بچیوں کے لئے ان کی جھولی میں ڈال کر صحابہ اور صحابیات کی طرح رضی اللہ عنہم کی امید کا محل حاصل کرتے ہیں اس عید کے موقعہ پر قربانی کی کھالیں۔ اور عید فنڈ تو ایک مقررشدہ چیز ہیں۔ مگر کوشش اور نگرانی کی ان میں بھی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس کے ہونے اور نہ ہونے پر بہت بڑا نمایاں فرق پڑ جاتا ہے۔ لیکن میری تحریر اور عرض کا منشا اسی تک محدود نہیں۔ بلکہ عید فنڈ اور کھال کی کوشش کے علاوہ بھی کوشش ہونی چاہیئے۔ مومن کا اور ہونہار شخص اور قوم کا کل اور آج برابر نہیں ہوتا۔ ترقیات مدارج کے میدان کی دوڑ کی یہی جھنڈیاں ہیں۔ آخر حضرت ابو بکر سے جب سرور کائنات نے دریافت کیا تھا۔ کہ گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا۔ تو انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول اور حضرت عمر سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا نصف مال تو خاص اسی موقعہ پر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ الفرق بینکما کما بین کلمتیکما (کہ تم دونوں کے مدارج میں بھی وہی فرق ہے جو تم دونوں کی باتوں میں یعنی جوابوں میں فرق ہے)

ضرورت ہی کے بڑھنے سے چیز کی قدر بڑھتی ہے۔ اور مالی سال کا خاتمہ قریب ہے۔ اور سال رواں کے بہت سے حسابات بے باق نہیں ہوئے ہیں۔ پس کیا ہونہار قوم دنیا کو یہ دکھائیگی۔ کہ ہم ان سستوں میں سے ہیں جن کے حسابات آگے پر ڈالے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ اگلے سال بھی پھر یہی حال رہے گا۔ اس لئے قوم کو اس موقعہ پر بہت ہی کوشش کرنی چاہیئے [illegible] جو اپیل ناظر بیت المال کی طرف سے قوم کے آگے پیش کی جاتی ہے۔ اس پر ضرور ہی قوم کو پوری توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔ اس کا نظر انداز کرنا یا اس کے بجائے پوری ہمت سے کام نہ کرنا علاوہ سخت دقتوں کے ایک بڑا شگون اور ہمت شکن ثابت ہوگا۔

اسی طرح ایک اہم فرض کی طرف جماعت کو توجہ دی گئی ہے وہ زکواۃ کی ادائیگی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق [illegible]

ممالک غیر کی خبریں

یورپین تبریز خالی کر رہے ہیں

لنڈن ۷ - اگست ٹائمز کے نامہ نگار طہران کا پیغام مظہر ہے۔ کہ شمال کی طرف سے بالشویکوں کے پہنچنے کی وجہ سے یورپین تبریز خالی کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ برطانی سپاہ قزوین کے مقابل کی چوکیوں پر قبضہ کئے ہوئے ہے۔ جو حفاظتی اغراض کے لئے بہتر ہے۔ ایرانی حکومت بالشویکوں کو مصروف پیکار کرنے کے لئے کاسکوں کی فوج اور جندارمہ بھیجنے کی تیاری کر رہی ہے۔

امیر فیصل کے لئے حکومت عراق کی تجویز

لنڈن ۷ - اگست ٹائمز و قمطراز ہے کہ تجویز کی گئی ہے امیر فیصل کو جس نے جیفہ سے یورپ کی جانب اپنی روانگی ملتوی کر دی ہے۔ اس کے بھائی عبداللہ کی جگہ جو بظاہر عہدے کا خواہشمند معلوم نہیں ہوتا۔ عراق عرب کا حکمران بنا دیا جائے۔

مشرق وسطیٰ میں ہندوستانی فوج کے استعمال کے خلاف احتجاج

لنڈن ۵ - اگست دیوان عام میں مسٹر چارلس پامر نے بوثوق کہا۔ کہ مشرق وسطیٰ میں ہندوستانی سپاہ سے کام لینے کی خلاف ہندوستان میں احساس بڑھ رہا ہے۔ مسٹر لائڈ جارج نے جواب میں کہا۔ کہ یہ یقین کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہندوستانی مشرق وسطیٰ سے سپاہ کے واپس کرنے میں ناگزیر تاخیر ہو جانے پر ناحق بے تاب ہو رہے ہیں۔ جو سپاہی مدت سے ہندوستان سے غیر حاضر رہے ہیں۔ انہیں سبکدوش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ انہیں نے یقین دلایا۔ کہ جونہی کہ حالات اجازت دیتے ہیں۔ ترکی عراق عرب۔ ایران عرب اور فلسطین سے ہندوستانی سپاہ واپس بلائی جائے گی۔

ہندوستانی افسروں کی رخصت منسوخ

لنڈن ۵ - اگست ٹائمز کو معلوم ہوا ہے کہ ان افسروں کی رخصت جو عراق عرب میں کام کرنے والی فوجوں سے متعلق ہیں منسوخ ہو گئی ہے اور رخصت یافتہ افسران کو اپنی رجمنٹوں میں شامل ہونے کا حکم ہوا ہے۔

معاہدہ ترکی پر دستخط ہو گئے

پیرس ۱۰ - اگست معاہدہ ترکی پر بمقام سورس دستخط ہو گئے۔

سکھوں کے مطالبات پورے نہیں ہونگے

لنڈن ۱۰ - اگست مسٹر مانٹیگو نے سکھ وفد کے نمائندگان کو جنہوں نے ان سے ۳۰ جولائی کو ملاقات کی تھی جواب بھیجا ہے۔ ایک رکن وفد کا بیان ہے۔ کہ دفتر ہند نے انہیں اطلاع دی ہے۔ کہ حکومت ہند سکھوں کے مطالبہ کو پورا کرنے پر راضی نہیں۔

سلطان المعظم کے قتل کی سازش

(قسطنطنیہ ۱۸ - جولائی) ترکی پولیس نے ایک خطرناک سازش کا سراغ لگایا ہے۔ ایک نوجوان نے جس کا نام علی ہے۔ کرنل حسام الدین سابق رکن انجمن اتحاد و ترقی اور سابق کپتان انور آفندی کے ساتھ پایہ تخت میں فسادات برپا کرنے اور عارضی گورنمنٹ قائم کرنے کی سازش کی ہے۔ سازش کنندگان کو تین ہزار اشخاص کی امداد ملجانے کی توقع تھی۔ مگر انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور انہوں نے اپنے ارادہ کا اقبال کر لیا ہے۔

پارلیمنٹ میں ایک سنسنی خیز نظارہ

(لنڈن ۶ - اگست) آئرلینڈ میں امن امان بحال کرنے کا مسودہ قانون پارلیمنٹ کی انتخاب کمیٹی میں پیش تھا۔ کہ مسٹر ڈیولن جو آئرلینڈ کے قوم پرست ممبر ہیں پارلیمنٹ کی کارروائی پر نفرت کا اظہار کر رہے تھے۔ کہ یہ ایک فریب ہے۔ ان سے کہا گیا۔ کہ وہ غیر متعلق باتیں نہ کریں۔ مگر انہوں نے اپنی تقریر جاری رکھی۔ اس پر پریذیڈنٹ اور ان میں دو بدو گفتگو ہونے لگی۔ اور دونوں پارٹیوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اس پر ڈپٹی سارجنٹ نے ان سے درخواست کی باہر چلے جائیں۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ وزیر داخلہ نے تحریک کی کہ مسٹر ڈیولن کو آج کے دن کیلئے پارلیمنٹ سے باہر نکال دیا جائے۔ مسٹر ڈیولن بغیر بڑبڑانے کے باہر نکل

ہندوستان کی خبریں

سندھی پیر پر مغویانہ تحریک کا الزام

(بمبئی ۱۰ - اگست) بمبئی گورنمنٹ کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) تعزیرات ہند حیدر آباد سندھ میں پیر محبوب شاہ کے مقدمہ کی سماعت کیلئے سشن کورٹ کا اجلاس سینٹرل پرزن میں ہوگا۔ ضمانت پر پیر کی رہائی نامنظور کی گئی ہے۔

لارڈ سنہا کا تقرر

(کلکتہ ۱۰ - اگست) اخبار امپائر کو معتبر اطلاع ملی ہے۔ کہ لارڈ سنہا کو بہار اور اڑلیسہ کا گورنر مقرر کیا گیا ہے۔

ضلع منٹگمری کی تقسیم کا سوال

شملہ کا ایک تار راوی ہے۔ کہ ضلع منٹگمری میں سلسلہ آبپاشی کے وسیع انتظام کے باعث یہ سوال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ اس ضلع کو دو اضلاع پر منقسم کر دیا جائے چنانچہ پنجاب گورنمنٹ اس کے متعلق تجاویز پر غور کر رہی ہے۔

سیلون میں پونڈ نہ رہیگا

سیلون گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہاں ۷ - اگست سے پونڈ سکہ رائج الوقت نہیں سمجھا جائیگا۔

رتونا کا مذبح

رتونا (وسط ہند) میں وہاں کی مقامی گورنمنٹ کی امداد اور برطانی سرمایہ سے چمڑہ تیار کرنے کے لئے جو کمپنی قائم ہونے والی ہے اس میں اندازاً دو لاکھ مویشی سالانہ ذبح ہوا کریں گے۔

اگزکٹو کونسل کا نیا ہندوستانی ممبر

وائسرائے کی اگزکٹو کونسل کی تیسری ممبری اخبار (ایڈوکیٹ) لکھنؤ کے قول کے مطابق ڈاکٹر تیج بہادر سپرو کو دی گئی ہے۔

اخبار سٹیٹسمین کے بائیکاٹ کی تیاری

مسٹر تلک کے خلاف اخبار مذکور نے ایک مضمون شایع کیا۔ جس کی وجہ سے اہل بنگال اس کو بائیکاٹ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

تاوان ادا کرنے سے انکار

ڈپٹی کمشنر دہلی نے باشندگان دہلی کے برے اعلان کیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شایع ہوا)